شاہد حسین رزاقی

جمہوری معاشرہ کا اسلامی تصوّر

موجودہ زمانے میں جمہوری معاشرہ کے تین اہم پہلو ہیں۔ سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی اور جمہوری افکار و نظامات نے تقریباً تین ہزار سال کے دوران میں ترقی کی بے شمار منزلیں طے کر کے جمہوریت کی یہ نئی شکل اختیار کی ہے جو محض سیاسی تصورات تک محدود نہیں رہی بلکہ ایک مکمل نظریۂ حیات بن گئی ہے۔ جمہوریت اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ انسانی تاریخ۔ اور یہ مہذب اور غیر مہذب ہر معاشرہ میں کسی نہ کسی شکل میں ہمیشہ موجود رہی ہے۔ چنانچہ غیر مہذب معاشرہ میں بھی آزادی اور مساوات کے جمہوری اصول اپنی بالکل ابتدائی شکل میں موجود تھے۔ فرق یہ تھا کہ غیر مہذب معاشرہ میں جمہوری کیفیت کسی ذہنی یا سیاسی شعور کی پیدا کردہ نہ تھی بلکہ تنظیم کے فقدان کا نتیجہ تھی۔ اور اس معاشرہ میں انسانیت سے زیادہ حیوانیت کا پہلو نمایاں تھا۔ منظم سیاسی معاشرے قائم ہونے کے بعد جمہوریت شعوری اور منظم حالت میں سب سے پہلے یونان قدیم کی شہری ریاستوں میں روبہ عمل لائی گئی اور وہاں اس کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ لیکن یہ جمہوریت محدود سیاسی جمہوریت تھی۔ انسانی مساوات اور معاشی انصاف کے اصول اس میں موجود نہ تھے۔ اس لیے انتہائی سیاسی ترقی کے باوجود یہ ریاستیں جمہوری معاشرہ نہ قائم کر سکیں۔ یہی حال یونانیوں کے جانشین رومنوں کا تھا۔ محدود سیاسی جمہوریت کو انہوں نے بھی فروغ دیا اور قانونی نظام کو ترقی دے کر جمہوریت کے ایک اور اہم تقاضے کو پورا کیا۔ لیکن یہ لوگ بھی جمہوری معاشرہ نہ تعمیر کر سکے۔

اسلام سے قبل معاشروں کی حالت

جمہوری معاشرہ کے قیام میں یونانیوں اور رومنوں کی ناکامی کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ان میں انسانی مساوات کا تصور موجود نہ تھا جو جمہوری معاشرہ کی اصل بنیاد ہے۔ ان دونوں قوموں نے عورتوں کو ہر قسم کے حقوق سے بالکل محروم کر دیا تھا۔ عورتوں کے علاوہ غلاموں کو بھی سیاسی، معاشرتی اور معاشی حقوق حاصل نہ تھے۔ غلاموں کی تعداد آزاد شہریوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ تھی۔ اور جس معاشرہ میں تمام عورتیں اور مردوں کی بڑی اکثریت تمام جمہوری حقوق سے محروم ہو وہاں جمہوری معاشرہ کا قیام ممکن نہیں ہو سکتا۔ یہی سبب ہے کہ یونانی اور رومی محدود سیاسی جمہوریت کو فروغ دینے میں تو بہت کامیاب ہوئے لیکن جمہوری معاشرہ قائم نہ کر سکے۔ اور اس زمانے کے حالات نے مختلف ممالک میں جو معاشرتی نظام قائم کر دیا تھا اس کو جمہوری معاشرہ کی شکل میں بدل دینا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ اس زمانے کے بڑے بڑے جمہوریت پسند مفکر اور مدبر اپنے

عہد کے معاشری نظاموں کی بنیادی خرابیوں کو محسوس تو کرتے تھے لیکن ان کو دور کرنے کی کوئی عملی شکل ان کی سمجھ میں نہ آتی تھی اس لیے انہوں نے مجبوراً ان خرابیوں کو معاشرہ کے لیے ناگزیر قرار دیا۔ اور سیاسی قوت، معاشرتی نظم و ضبط اور معاشی ڈھانچے کو برقرار رکھنے کے لیے ان خرابیوں کو جاری رکھا۔

اسلامی نظریات کا اثر

رومی جمہوریہ کے زوال کے بعد سیاسی جمہوریت بھی عملاً ختم ہوگئی اور جمہوری معاشرہ کے قیام کے امکانات بعید تر ہوگئے۔ یہ کیفیت صدیوں جاری رہی۔ چنانچہ ظہور اسلام کے وقت جو معاشرے قائم تھے ان میں شہریوں کے سیاسی حقوق کا تصور بھی ختم ہو چکا تھا۔ اور معاشرتی مساوات اور معاشی انصاف سے تو یہ پہلے بھی کبھی آشنا نہ تھے۔ ایسے خراب حالات میں اسلام نے ایک ایسا جمہوری معاشرہ تشکیل دیا جس میں سیاست، معاشرت اور معیشت کو مکمل جمہوری بنیادوں پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اور وہ تمام نقائص دور کر دیے گئے تھے جن کو ختم کرنا غیر اسلامی معاشروں کے لیے ممکن نہ تھا۔ اسی زمانے میں قرآن پاک کا ترجمہ شائع ہوا اور یورپی مفکر اسلام کے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی تصورات سے براہ راست اور صحیح طور پر واقف ہونے لگے۔ سیاسی اقتدار، معاشرتی مساوات اور معاشی عدل کے اسلامی تصورات نے دوسری اقوام کو بھی بہت متاثر کیا۔ چنانچہ اہل یورپ نے ازمنہ وسطیٰ میں مملکت اور کلیسا دونوں کی مطلق العنانی ختم کرنے کی جدوجہد کی۔ دستوری حکومت کا تصور تقویت حاصل کرنے لگا۔ دورِ انقلاب کے حریت پسندوں نے مساوات کے نظریہ کو بنیادی اہمیت دے کر سیاسی اور معاشرتی انقلاب کی راہ ہموار کر دی۔ غلامی کے انسداد اور عورتوں کے حقوق کی تحریکیں جاری ہوئیں۔ اور طویل جدوجہد کے بعد ان تحریکوں کو کامیاب بنایا گیا۔ صنعتی انقلاب کے بعد معاشی انصاف کی اہمیت بھی شدت سے محسوس کی جانے لگی اور رفتہ رفتہ معاشی جمہوریت کے تصور کو ترقی ہوئی۔ اس طرح اسلام کے جمہوری معاشرہ کے اصول مختلف شکلوں میں اختیار کر لیے گئے اور ان کو ترقی دی گئی۔ اور صدیوں کی جدوجہد کا نتیجہ موجودہ زمانے کے ترقی یافتہ جمہوری معاشروں کی شکل میں نکلا۔

جمہوری معاشرہ کی خصوصیات

موجودہ زمانہ میں ایک جمہوری معاشرہ کی بنیادی خصوصیات یہ ہیں کہ معاشرہ کے تمام افراد میں معاشرتی مساوات ہو۔ رنگ و نسل اور ذات پات کی تفریق نہ ہو۔ مردوں اور عورتوں کے حقوق مساوی ہوں۔ مذہبی آزادی و رواداری ہو۔ ارکان معاشرہ ایک دوسرے کے حقوق کا تحفظ کریں اور اپنی انفرادی و اجتماعی ذمہ داریاں پوری کریں۔ حکومت و اقتدار کسی ایک طبقہ کے لیے مخصوص نہ ہو۔ عوام مقتدر اعلیٰ ہوں۔ حکومت عوام کی مرضی پر مبنی اور دستور کی پابند ہو۔ اکثریت کا فیصلہ تسلیم کیا جائے۔ قانون کو برتری حاصل ہو اور ہر شخص قانون کی حفاظت میں رہے۔ معاشی انصاف پر پوری طرح عمل کیا جائے۔ وسائل معاشی پر کسی طبقہ کی اجارہ داری نہ ہو۔ بلکہ تمام ارکان معاشرہ ان سے مستفید ہوں اور ہر قسم کے سیاسی، معاشرتی اور معاشی

استحصال کو ختم کر کے عدل و مساوات پر عمل کیا جائے۔ جمہوری معاشرہ اسی وقت قائم ہو سکتا اور ترقی کر سکتا ہے جب اس میں سیاسی، معاشرتی اور معاشی جمہوریت کے اصول روبہ عمل لائے جائیں۔ اور ہر شعبہ کو جمہوری اصولوں پر ترقی دی جائے۔ اسلام نے جمہوری معاشرہ جن اصولوں پر قائم کیا ان میں معاشرہ کے سیاسی، معاشرتی اور معاشی تینوں پہلوؤں کو پوری طرح ملحوظ رکھا اور یہ اصول دورِ جدید کے بنیادی اصولوں سے نہ صرف مطابقت رکھتے ہیں بلکہ کئی اعتبار سے ان کو فوقیت بھی حاصل ہے۔ کیونکہ اسلام کے معاشرتی تصورات نہ صرف جمہوری ہیں بلکہ عالمگیر بھی ہیں۔

اسلامی معاشرہ کی نوعیت

اسلام کا مقصد ایک خدا پرست اور عالمگیر جمہوری معاشرہ کا قیام ہے۔ اور ہر قسم کا عالمگیر نظام صرف عالمگیر تصورات اور عقاید و نظریات کی اساس پر ہی قائم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسلامی معاشرہ کی بنیاد بھی اسلام کے اصول و نظریات ہیں جن کے مطابق خدائے واحد کی اطاعت، رسولؐ کی دائمی قیادت اور قرآن کے دائمی احکام کی اساس پر ایمان رکھنے اور عمل کرنے والا عالمگیر معاشرہ وجود میں آیا۔ دنیا کے دوسرے مذاہب کے برعکس اسلام اپنے اصولوں کے مطابق ایک مکمل معاشرہ قائم کرنے میں اس لیے کامیاب ہوا کہ اس کا دائرۂ عمل محض عبادات اور انسان کی روحانی نجات تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ یہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے اور اپنے بنیادی مقاصد کے مطابق ہر شعبۂ حیات کی تعمیر و تشکیل کے لیے نہایت جامع، مکمل اور قابلِ عمل اصولوں کا تعین کر دیا ہے۔

اسلامی معاشرہ کا مرکزی تصور

اسلامی نظامِ حیات اور اسلامی اصولوں کے قائم کردہ معاشرہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی وحدت و اقتدار کا تصور ہے قرآن نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اسلامی معاشرہ کا ہر پہلو، اسلامی نظام کا ہر شعبہ اور مسلمان کی زندگی کا ہر گوشہ احکامِ الٰہی کا پابند ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدت و اقتدار کے اس تصور نے اسلامی معاشرہ میں مرکزیت و ہم آہنگی پیدا کر دی۔ اور مختلف شعبوں میں تفریق و تصادم کے امکانات ختم ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی اس تصور کے لازمی نتیجہ کے طور پر اسلامی معاشرہ میں حریت، مساوات، اخوت اور عدل و احسان کے تصورات عملی شکل میں ظاہر ہوئے جو ایک جمہوری معاشرہ کی بنیادی خصوصیات ہیں۔ اس تصور نے مسلمانوں میں سیاسی اور معاشرتی جمہوریت کے تصورات اور معاشی انصاف کو عملی شکل دی اور ایک عالمگیر جمہوری معاشرہ قائم کر دیا۔

بنیادی مقاصد اور خصوصیات

اسلامی جمہوری معاشرہ کی پہلی خصوصیت مقاصد کی یکسانی اور معاشرتی ہم آہنگی ہے۔ اسلامی معاشرہ میں حاکم و محکوم، فرد اور جماعت سب کا مقصد منشائے الٰہی کے مطابق معاشرہ کی اصلاح، احکامِ الٰہی کی تعمیل اور قانونِ الٰہی کا نفاذ ہے اور اس مقصد

JAMIA LIBRARY

کو قرآن نے اُمتِ محمدیؐ کی فضیلت کا سبب قرار دیا ہے

"تم ایک بہترین امت ہو جسے لوگوں کی خدمت و ہدایت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"ہم نے تم کو ایک بہترین عادل امت بنایا تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر نگرانی رکھو اور رسول تم پر نگران رہیں ـــــ

ان مقاصد کا حصول کسی خاص فرد یا طبقہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ارکانِ معاشرہ کا فرض ہے۔ اس لیے ان میں نہ تو فرقہ بندی اور اختلاف کی گنجائش ہے اور نہ اکثریت و اقلیت کی کش مکش کی۔ چنانچہ احکامِ الٰہی کے مطابق معاشرہ کی اصلاح و تنظیم کے لیے اسلامی معاشرہ میں ایک خدا پرست فلاحی مملکت کا قیام ضروری ہے۔ اپنے فرائض کی نوعیت کے اعتبار سے یہ مملکت ہمہ گیر ہے۔ یعنی اس کا دائرۂ عمل صرف سیاسیات تک محدود نہیں بلکہ معاشرتی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ لیکن یہ ہمہ گیریت فاشزم یا بولشویزم کی طرح بے لگام نہیں ہے بلکہ اس کے اختیارات دستورِ اساسی یعنی قرآنی احکام کے پابند ہیں اور اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرنے کی شکل میں حاکم عوام کے سامنے جوابدہ ہے۔ قرآن کوئی مجموعۂ قوانین نہیں بیلکن دستورِ ربانی ہے جس میں معاشرہ کی تنظیم و استحکام اور فلاح و ترقی کے بنیادی اصول و احکام بیان کر دیے گیے ہیں اور چونکہ یہ احکام دائمی ہیں اس لیے ان میں کافی لچک رکھی گئی ہے اور اجازتوں اور ممانعتوں کی حدیں مقرر کر کے ان حدود میں عمل کرنے کی آزادی دی گئی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ نہ تو انسان کی بے اعتدالیاں معاشرہ کو نقصان پہنچا سکیں اور نہ معاشرہ پر کبھی جمود طاری ہو سکے۔

حریتِ انسانی کا تصور

اسلامی جمہوری معاشرہ کی دوسری خصوصیت حریتِ انسانی کا تصور ہے۔ قرآن میں یہ پوری طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ

"سوائے اللہ کے کسی کی حکومت نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ کے حکم میں کوئی شریک نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کا قبضہ آسمان اور زمین پر پھیلا ہوا ہے اور سب اس کے فرمانبردار ہیں۔"

اقتدارِ اعلیٰ کا یہ تصور اسلامی جمہوری معاشرہ میں حریتِ انسانی کی اساس اور سیاسی جمہوریت کی بنیاد ہے۔ انسان کی غلامی سے انسان کی آزادی ہی حقیقی آزادی ہے اور اسلام کا یہ تصور اس آزادی کا ضامن ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ کے اسی تصور پر نیابتِ الٰہی کا تصور مبنی ہے جو پوری ملت کو حکومتی اقتدار کا امین قرار دیتا ہے اور خلافت یا نیابتِ الٰہی کا یہ اصول اسلامی معاشرہ میں جمہوری نظام اور انتخابی حکومت کے قیام کی بنیاد ہے کیونکہ اسلامی مملکت کا امیر یا خلیفہ نہ تو اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے اور نہ رسولؐ کا بلکہ خلیفۃ المسلمین ہوتا ہے۔ ملت خلافت یا نیابتِ الٰہی کی حامل ہوتی ہے اور مناسب و موزوں نظامِ حکومت قائم کرنے کے لیے اپنا نیابتی اقتدار کسی فرد یا مجلس کے تفویض کر کے صدارتی یا مجلسی جمہوری نظام قائم کر سکتی

ہے جو محض اکثریت کی مرضی کے بجائے دستور اساسی کا پابند ہوگا۔ یہ حکومت کسی ایک جماعت کی نہیں بلکہ سب کی مشترکہ حکومت ہوگی اور معاشرہ کی ہر جہتی فلاح و ترقی کے واسطے ان مقاصد کے حصول و تکمیل کے لیے کام کرے گی جو اسلامی معاشرہ میں تمام عناصر کا مشترکہ نصب العین ہوتے ہیں۔

انسانی مساوات کی اہمیت

اسلامی اصولوں پر قائم ہونے والے جمہوری معاشرہ کی تیسری بنیادی خصوصیت انسانی مساوات کا تصور ہے جو اسلام سے پہلے موجود نہ تھا۔ مساوات کا کوئی تصور اس وقت تک عملی حقیقت نہیں بن سکتا جب تک کہ انسانوں میں پست و بلند کی تفریق کرنے والے نظریات، رنگ و نسل کے تعصبات اور جاہ و دولت کے امتیازات کو ختم نہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اسلامی معاشرہ میں انسانی مساوات قائم کرنے کے لیے قرآن پاک میں یہ واضح فرما دیا گیا ہے کہ:

"تم میں سب سے زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

رنگ و نسل اور قوم و وطن کی تفریق معاشری مرتبہ اور دولت کی کمی و زیادتی اور غلام و آزاد میں انسانوں کی تقسیم نے انسانی مساوات کے تصور کو عملی شکل دینے میں بڑی مشکلات پیدا کر دی تھیں۔ اسی لیے اسلام نے مساوات کے تصور کو عام کرنے کی بہت کوشش کی اور فتح مکہ اور آخری حج کے موقع پر حضور رسالتمآبؐ نے جن اہم اور بنیادی مسائل کی تشریح فرمائی ان میں یہ وضاحت بھی شامل ہے کہ:

"اہل قریش! اللہ نے تمہاری جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا کی بڑائی پر ناز کو ختم کر دیا۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے ..... نسب کا فخر ہیچ ہے .... نہ کسی عرب کو عجمی پر فضیلت ہے نہ عجمی کو عرب پر۔ نہ گورے کو کالے پر۔ نہ کالے کو گورے پر۔ تم میں بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔"

عورتوں کے حقوق اور ان کا تحفظ

اسلام سے قبل اور ظہور اسلام کے وقت تمام معاشروں میں عورتیں بالکل محکوم اور تمام حقوق سے محروم تھیں۔ مرد کو عورت پر مالکانہ اختیارات حاصل تھے اور بعض معاشروں میں تو عورت کے وجود تک کو بدی تصور کیا جاتا تھا۔ اس بنیادی خرابی نے ان معاشروں کو انتہائی غیر جمہوری بنا دیا تھا۔ اسلام نے جمہوری معاشرہ کا جو تصور پیش کیا اس میں جنسی مساوات کو بھی ملحوظ رکھا گیا اور نوع انسانی کے نصف حصہ کو ذلت و مصیبت سے نکال کر انسانی حقوق عطا کیے گئے۔ اسلام عورتوں کے حقوق کا احترام کرنے اور ان کو مردوں کا ہم رتبہ قرار دینے کی تلقین کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

"عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسے کہ مردوں کے عورتوں پر۔ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کا لباس ہیں۔"

اسلامی معاشرہ میں انسانی مساوات قائم کرنے کے لیے اسلام نے ایسی ہر رکاوٹ دور کرنے پر انتہائی زور دیا جو اس تصور کو عملی شکل دینے میں حائل تھی۔ اس کے لیے رنگ و نسل اور قوم و وطن کی تفریق اور غلامی کے علاوہ عورتوں کی محکومی کو ختم کرنا بھی نہایت ضروری تھا۔ چنانچہ حضور رسالت مآبؐ نے آخری حج کے موقع پر عورتوں کے حقوق کی حفاظت کرنے کی بھی وصیت فرمائی اور مسلمانوں کو یہ یاد دلایا کہ:

"جس طرح تمہارے حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق تم پر ہیں۔ ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھنا۔"

عورتوں سے بے انصافی کا بڑا سبب یہ تھا کہ وہ معاشی اعتبار سے مردوں کی دست نگر تھیں۔ اس لیے اسلام نے ان کی معاشی حالت کو بہتر بنانے پر بھی توجہ کی۔ چنانچہ اسلامی معاشرہ میں قرآنی احکام کے بموجب ترکہ میں عورتوں کو بھی حصہ ملا اور ان کی کمائی ہوئی دولت پر ان کا حق تسلیم کیا گیا۔ ان کو جائداد کی خرید و فروخت اور اس کے متعلق تمام حقوق استعمال کرنے اور تجارت و کاروبار کرنے کی آزادی ملی۔ عورتوں کے معاشرتی مرتبہ کے تحفظ کے لیے ان کو سیاسی حقوق دیے گئے۔ معاشی ترقی اور حصول تعلیم کے مساوی مواقع ملے۔ اور قانونی مساوات ان کے تمام حقوق کے تحفظ کا ذریعہ بنی۔ گویا کہ اسلامی معاشرہ میں صدیوں پہلے عورتوں کو وہ حقوق حاصل ہو گئے جن کے لیے ترقی یافتہ مغربی ممالک کی عورتوں کو انیسویں صدی میں بھی شدید جدوجہد کرنی پڑی۔

قانون کی برتری اور عدل رسانی

اسلامی معاشرہ کی ایک بنیادی خصوصیت قانون کی برتری اور انصاف رسانی ہے۔ اسلام کے قائم کردہ نظام میں حاکم نہ صرف دستور بلکہ قانون کا بھی پابند کر دیا گیا ہے۔ اور عدالت کی نظر میں حکمران کی حیثیت بھی دوسروں کے مساوی ہے۔ قانون کی برتری اور عدالت کی آزادی کا یہ اصول عملی طور پر بھی مسلمانوں کے عہد میں اس شدت سے اختیار کیا گیا کہ اسلامی جمہوری حکومت ختم ہو جانے کے بعد بھی مطلق العنان مسلمان بادشاہ عدالت کا احترام کرتے رہے۔ عدل اسلامی معاشرہ کی ایک بنیادی خصوصیت ہے اور اسلامی معاشرہ میں کوئی شخص، کوئی جماعت اور کوئی طبقہ قانون سے بلند تر نہیں۔ قرآن نے یہ واضح کر دیا ہے کہ:

"اللہ عدل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ بے شک اللہ تمہیں عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔ عدل کرو کہ عدل کرنا ہی انسان کو تقویٰ سے زیادہ قریب لے جاتا ہے۔"

قرآن نے ظلم کی شدید مذمت کی ہے اور رسول کریمؐ کا بھی یہ ارشاد ہے کہ:

"بروز حشر اللہ کے نزدیک سب سے محبوب اور اللہ سے قریب امام عادل ہوگا۔ اور سب سے زیادہ قابل نفرت اور اللہ سے دور امام ظالم ہوگا۔"

حضورؐ نے عدل کو عبادت پر بھی فضیلت دی اور رعایا پر انصاف سے حکومت کے ایک دن کو ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر قرار دیا۔ اسلام کے نزدیک عدل اور عدالت کی جو غیر معمولی اہمیت ہے اس کی وجہ سے قانون کی برتری اور عدل رسانی کو اسلام کے جمہوری معاشرہ میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

مذہبی آزادی و رواداری

اسلامی معاشرہ کا ایک اور جمہوری پہلو مذہبی آزادی و رواداری ہے۔ اگرچہ اسلامی معاشرہ مسلکی ہے اور اسلامی حکومت مقصدی ہے لیکن اس معاشرہ اور حکومت میں غیر مسلموں کو ان کو ان کے جائز حقوق سے محروم نہیں کیا گیا۔ اسلام کسی شخص پر اپنے دینی عقائد و تصورات کو زبردستی مسلط کرنا نہیں چاہتا۔ اس لیے اسلامی معاشرہ غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ بھی کرتا ہے اور ان کو مذہبی آزادی بھی دیتا ہے۔ قرآن نے مذہب کے بارے میں یہ اصول واضح کر دیا ہے کہ لااکراہ فی الدین۔ چنانچہ جو لوگ اسلام قبول کرنے پر آمادہ نہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور ان کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتا۔ "تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین" وہ قرآنی اصول ہے جس پر مذہبی رواداری کا اسلامی نظریہ قائم ہے اور اسلامی معاشرہ اس کا پورا احترام کرتا ہے۔

معاشی عدل و توازن

اسلامی معاشرہ کی ایک اور بنیادی خصوصیت اور اہم جمہوری عنصر معاشی انصاف کا تصور ہے جو عدل، معاشرتی توازن اور فلاح و بہبود عامہ کے اسلامی مقاصد پر مبنی ہے۔ اسلام نہ تو جائز اور ناجائز کا لحاظ کیے بغیر دولت پیدا کرنے اور وسائل پیدائش دولت کو ایک چھوٹے سے طبقے میں محدود کر دینے کا حامی ہے اور نہ اجتماعی مفاد کے نام پر فرد سے بے انصافی کرتا ہے۔ معاشی بے انصافی اور عدم توازن سے معاشی استحصال کی راہیں کھل جاتی ہیں اور معاشرہ غیر جمہوری عناصر کی گرفت میں آجاتا ہے۔ اسلامی معاشرہ کا مقصد استحصال کو ختم کرکے توازن و ہم آہنگی قائم کرنا اور معاشی دولت کو تمام لوگوں کے فائدہ کے لیے کام میں لانا ہے۔ چنانچہ اسلام نے دولت کی پیدائش، تقسیم اور صرف کے جو اصول بنائے ہیں ان کا مقصد قرآن نے یہ بتلایا ہے کہ دولت معاشرہ کے زیادہ سے زیادہ افراد میں پھیلے اور گردش کرتی رہے اور کسی محدود طبقہ کے پاس جمع نہ ہو جائے۔ قرآن نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ:

> "زمین اللہ کی ملک ہے ..... اور مخلوقِ خدا کے فائدہ کے لیے زمین بنائی ..... اور اس میں تمہارے لیے معیشت کے سامان رکھ دیے۔ اور آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ کے ہیں۔"

اس وضاحت کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی تصور کے مطابق اسلامی معاشرہ کا مرکز اور اسلامی مملکت کا مقتدرِ اعلیٰ تمام معاشی دولت کا بھی حقیقی مالک ہے اور اللہ کی یہ ملکیت انسان کے پاس امانت ہے۔ زمین، معدنیات، دریا اور

دوسرے تمام قدرتی وسائل اجتماعی دولت ہیں اور حکومت کا فرض منصبی یہ بھی ہے کہ وہ ان وسائل دولت سے اس طرح کام لینے کا انتظام کرے کہ سب ان سے فائدہ اٹھائیں اور یہ انفرادی ملکیت نہ بن سکیں۔ فرد جو دولت پیدا کرتا ہے اس پر اس کا حق ہوتا ہے لیکن یہ دولت بھی خدا کا عطیہ ہے اور اس کا کچھ حصہ دوسرے افراد کو دینا ضروری ہے تاکہ افراد کے پاس دولت اس طرح جمع نہ ہو جائے کہ معاشرہ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔

حریت، اخوت، مساوات اور عدل اسلامی معاشرہ کی لازمی خصوصیات ہیں۔ اسلام نے ان تصورات کی محض نظری تعلیم ہی نہ دی بلکہ عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں ان پر عمل بھی کیا گیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صرف چند سال کے اندر ایک مثالی جمہوری معاشرہ قائم ہو گیا جو سیاسی حقوق، معاشرتی مساوات اور معاشی انصاف کا ضامن تھا۔ موجودہ دور کے ترقی یافتہ جمہوری معاشرہ کے تین پہلو ہیں۔ سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی اور جدید معاشرہ کی ان تینوں خصوصیات کو دنیا کی تاریخ میں سب سے پہلے صرف اسلامی معاشرہ میں عملی شکل دی گئی۔ چنانچہ حریت، مساوات اور عدل کے جن تصورات کو اسلام ساتویں صدی میں بڑی کامیابی سے روبہ عمل لایا تھا وہ غیر اسلامی معاشروں میں اٹھارہویں اور انیسویں صدی سے قبل عملاً اختیار نہ کیے جا سکے۔ اسلامی معاشرہ کی ان خصوصیات کو خود مسلمانوں نے رفتہ رفتہ ترک کر دیا۔ لیکن مغرب کی غیر مسلم قوموں نے ان کو اس طرح اپنا لیا اور اس قدر فروغ دیا کہ حریت، اخوت مساوات اور عدل کے اسلامی اصول آج غیر مسلم معاشروں کی بنیادی خصوصیات بنے ہوئے ہیں۔ مگر اس کے برعکس مسلمان اس خود فریبی میں مبتلا ہیں کہ یہ ایک ایسے مقدس دور کی باتیں ہیں جو کبھی واپس نہیں آسکتا۔

تاریخ جمہوریت

مصنفہ شاہد حسین رزاقی

قبائلی معاشروں اور یونان قدیم سے لے کر عہد انقلاب اور دور حاضرہ تک جمہوریت کی مکمل تاریخ جس میں جمہوریت کی نوعیت و ارتقاء، مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کش مکش، مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی جمہوری افکار کو بڑی خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔ صفحات ۵۰۶۔ قیمت ۸/- روپے

ملنے کا پتہ: ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور